حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھنا

مجیب: مولانا محمد ابوبکر عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-1867

تاریخ اجراء: 15 محرم الحرام 1445ھ/03 اگست 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

علیہ السلام کا مطلب ہے ان پر سلامتی ہو تو پھر حضرت علی یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھنا جائز کیوں نہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بے شک مذکورہ بالا ہستیاں سلامتی والی ہیں اور ان پر اللہ کریم کی سلامتی ہے اور "علیہ السلام" کا بھی یہی مطلب ہے کہ ان پر سلامتی ہو لہذا معنی کے اعتبار سے بات تو درست ہی ہے مگر یہاں ممانعت معنی کے لحاظ سے نہیں بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ یہ صیغے انبیاء اور فرشتوں کے ساتھ خاص ہو چکے ہیں، مستقلاً صرف انہیں کے اسمائے گرامی کے ساتھ ہی علیہ السلام لگایا جائے گا، سلف صالحین و آئمہ دین سے یہی معمول، اور غیر نبی کے ساتھ علیہ السلام لگانے کی ممانعت منقول ہے، مزید اسے اس مثال سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک عزت و بزرگی والی بلند و بالا ہستی ہیں اور "عزوجل" کا یہی معنی ہے مگر معنی کا اعتبار کر کے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے نام گرامی کے ساتھ "عزوجل" نہیں لگا سکتے کیونکہ یہ صیغہ صرف اللہ تبارک و تعالی کے ساتھ ہی خاص ہے یونہی مستقلا درود وسلام بھی انبیاو فرشتوں کے ساتھ خاص ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ غیر نبی کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" لگانا اہلِ بدعت کا شعار ہے اور بدعتیوں کے شعار سے بچنا لازم ہے۔

البتہ! اگر صلاۃ وسلام مستقل طور پر نہ ہو بلکہ کسی نبی کی اتباع میں ہو تو جائز ہے۔

ردالمحتار میں علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "اما السلام فنقل اللقانی فی شرح جوهرة التوحيد عن الامام الجوینی انه فی معنی الصلوٰۃ فلا یستعمل فی الغائب ولا یفرد به غیر الانبیاء فلا یقال علی علیه السلام...-اھ.... والظاهر أن العلة في منع السلام ماقاله النووي في علة منع الصلاة أن ذلك شعار أهل البدع، ولأن ذلك مخصوص في لسان السلف بالأنبياء -عليهم الصلاة والسلام- كما أن قولنا عزوجل مخصوص بالله تعالى، فلا يقال محمد عزوجل وإن كان عزيزا جليلا ثم قال اللقاني: وقال القاضي عياض الذي ذهب إليه المحققون، وأميل إليه ما قاله مالك وسفيان، واختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه يجب تخصيص النبي -صلى الله عليه وسلم- وسائر الأنبياء بالصلاة والتسليم كما يختص الله سبحانه عند ذكره بالتقديس والتنزيه، ويذكر من سواهم بالغفران والرضا" ترجمہ: بہر حال سلام تو اس بارے میں امام لقانی نے جوہرۃ التوحید کی شرح میں امام جوینی سے نقل کیا کہ یہ درود کے معنی میں ہے، لہذا اسے غائب کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی پر انفرادی طور پر بولا جا سکتا ہے پس علی علیہ السلام نہ کہا جائے۔ ظاہر یہی ہے کہ سلام کی ممانعت کی علت وہی ہے جو درود کی ممانعت کی علت امام نووی علیہ الرحمہ نے بیان فرمائی ہے کہ یہ اہلِ بدعت کا شعار ہے اور اس لئے کہ سلف کی زبانوں پر یہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ ہمارا "عزوجل" کہنا اللہ تعالی کے ساتھ مخصوص ہے، پس محمد عزوجل نہیں کہا جائے گا اگرچہ وہ عزت والے جلیل القدر ہیں۔ پھر لقانی نے فرمایا کہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جو محققین کا مذہب ہے اور میں جس کی طرف مائل ہوں وہ، وہی ہے جو امام مالک وسفیان علیہما الرحمۃ نے فرمایا، اور فقہاء و متکلمین میں سے متعدد نے اسے اختیار کیا اور وہ یہ ہے کہ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ درود و سلام کی تخصیص واجب ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ کے ذکر کے وقت اس کے ساتھ تقدیس و تنزیہ کی تخصیص واجب ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کا ذکر مغفرت و رضا کے ساتھ کیا جائے گا۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، ج6، ص573، دار الفکر، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم